انجانب

برسات پہ موقوف اگر بادہ کشی ہے
کھپنے تو لگا دے ابھی ساون کی جھڑی آنکھ

حضرت امسال بلکہ ہر سال کے عالمگیر قحط و گرانی کے متعلق بھی اخرتے تمام سرزمین ہندوستان کو ہلا مارا ہے۔ انجانب کو تو یہاں رہنا دوبھر ہو گیا ہے سے زلزلہ ریں گاہ۔ مجھے اضطراب ہیں

اسکی بلا سے دل خانہ خراب ہیں

پس انجانب کبھی اور سر سے پیر سے قطرہ زمین کی تک رہے ہیں۔ اگر کہیں سو بھائی دیجاتے۔ تو دوسری کو ہو لیں۔ کیونکہ یہاں تو اس گرانی کی گرمی سے ہم سے کم نصیب گاؤں کی کالی دیہاتی ہنڈیا سیم کے کالے بھجنگ جو شکھو پر دھرے دھرے گھر در بدر ہو کے اہ بال پر آگئی ہے۔ کوئی کہاں تک برسات کے چھینٹے دے کر جھاگ مٹائے اور اوبال اٹھنے لگے۔ ہزار گپ شپ کے سلسلہ تقریر کو شیطان علیہ اللعن کی آنت بنا کے دل بہلاتے ہیں۔ مگر سے

چھ حرف ز یا دہ فرزند دم

کا خیال اس کو نار ظلمت کی طرح توڑ دیتا ہے۔ اور ایسا کہ جوڑ توڑ ملانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس آباد دھاپی کی ہل چل میں انجانب تو زندگی سے بھی ایسے بیزار ہو رہے کہ گو وقت کی انگیٹھی ہی سے خواب میں بھی چھیڑ خانی کر کے چھوڑ بیٹھے۔ اور حوران جنت کے گروہ بانجھ کی جیتا مر میں ہو بخ نجاست کے لئے کہ اپنا۔ سچ تھا حق اللہ پاک ذات اللہ کرنے ہیں۔ کیونکہ انجانب ہیں منظر صورت۔ اور اپنا صورت انتقال فرمائے تھی۔ اپنا م طوطے کی جون میں بدل لیتے اور طوطے کی ڈالیوں کو پیٹ بھاں بنا کے اپنے آپ کو رنگیدر کو داخل جنت کر لیا ہیں گے۔ وہاں ہر قسم اور داشتہ کے ساتھ ہی مہ نعمت موجود۔ نہ قحط نہ اگر پلے بھاڑی کی کھا پی کے لیے ہرے سنہرے کالے کھوٹے اناج کے پھندے سے بن جائینگے کہ جن کے انہوں نے بھی یاد آن دھو دھو کے پئیں گے۔ یہاں بیکار مرنے کیا کریں۔ مگر ہاں اتنا ہے کہ حور بلکیوں سے بیڈ چھڑا سکے ہو گز

دل کڑھتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ گوشت مہنگا ہو گیا ہے۔ تو کیا ہے۔ یہ کالے کوئے ہی کھا کر کسطرح قیامت تک جیتے رہیں۔ اور کو بھی خالی نہیں چھوڑا بڑی بڑی آبادی والا۔ گو وہ وطن میں وہ کو اپنی حرام ہے۔ مگر کیا عجب ہے کہ تین دن کے فاقہ پر حلال ہو جائے۔

جناب من یہ جانور ہے۔ اس کا کچھ شک نہیں۔ ایک بے کسی انسان سے کبھی حرام موقع پر چلا جاتا ہے اور کبھی حلال موقع پر۔ کوئی کو حلال موقع کی تلاش ہیں۔ بہنا چاہئے۔ یہ کبھی موقع بے موقع وہاں بھی گرنا پڑتا آئی پھسلے گا۔ جب سو جوتے مار کے دو تی سے خیر عزیز دن کیطرف سے بھی دل کو ڈھارس دے رہا ہے۔ مگر جو روح جان کی جدائی میں آنسو بہانے پر پھوٹ پھوٹ کے رونا آتا ہے۔ کہ وہ بیچاری بیکس عصمت مآب حیا کیش ایسی ہے۔ کہ غیر محرم مرد تو درکنار اپنے سگے بھائیوں کو بھی خواب میں دیکھنا گوارا نہیں کرتی۔ بیچارا خنک کر پڑے دے انجانب بیچارہ کر بیٹھا ہے۔ اس کے کہ اپنی ماں کی اکلوتی ہے۔ اکیلی ہی پیدا ہوئی۔ بھلا جس کا چاچا یا بھائی نہ بند۔ وہ اپنی غریبی بیکسی میں کسطرح بسر کرے گی۔ اس کو جیتے جی دوزخ ہی میں رہنا پڑے گا۔ سچ ہے سے

بہشت آنجا است کآزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

اور پھر اس پر آشوب زمانہ میں جہاں گرمی۔ جاڑے۔ برسات۔ ہر چیز پر آگ لگی رہتی ہے۔ آسیب دل کا بھاؤ پوچھنے ہی سے تن بدن کانپ اٹھتا ہے۔ اگر ڈرتے ڈرتے کسی بنیے بقال سے پوچھ بھی بیٹھے تو گویا آگ میں تیل ڈال دیا۔ ہائے سہا بھی دم نکل گیا۔ امید موہوم بھی جاتی رہی۔ کیونکہ بس اللہ میرے سے انتہا۔ اگر کسی ڈاکٹر کی اور ہوڑی الحق کی سلیم شاہی عینک بھی سر آنکھوں پر رکھ کر دیجئے۔ تو بھی تو سو جھائی نہ دے۔ نجومی لوگ کہتے تو ہیں۔ کہ ۱۰ مئی سے ۲ جون تک کی بارش سے سب کے آنسو پچھ جائیں گے۔ مگر ہمیں یقین نہیں۔ بارش سے بالفرض اناج اونا پونا پیدا ہو جائے گا اور چیزیں جو مہنگی ہو رہی ہیں۔ کیا وہ بھی آگ آئیں گی۔ انجانب تو کب بیٹھے ہیں۔ نہ ساون ہرے نہ بھادوں سوکھے۔ سب صاحبان کو پناہ کی جگہ دستیاب ہو تو سکے قبرستان ہی تلاش کر لینی چاہئے۔ بالخیر یم۔ تمانیر مسلامت باشیم (ذبیح)

یاران ہم قالب

پہلو میں آج پھولا سماتا نہیں ہے دل
فرمایئے تو عرض کریں کچھ زباں سے ہم

ویل سٹرینج سب سے بڑے بچوں کے بجائے آپ کے لئے جو کچھ بجا ہے نیچے درج ہے۔ سنئے تو سہی کیا لطیف و مزیدار ہے۔ مادر کان کی چربی ہٹا دیجئے۔ حضرت ایجانب علیہ الرحمۃ بعد مدت آج تشریف لائے کا ذکر انج صاحب کی آنکھیں پنچایت میں بجائے بچوں کی جلسہ کی جگہ ہے۔ بچپن چیپڑ کرتے پہنچتے چلاتے۔ چند جنگلوں کے ساتھ اپنا دلچسپ چسکا جو چمن یا کسی خوشنما چراگاہ کے چوڑ پنکھڑی والے گل کو یا چپا کلی کے چیدہ چیدہ پھول سے چلتا ہوئے جلدی جلدی میں بنایا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اسکو ہم نیچے کی سطروں میں گورکھ دھندے کیطرح بغیر چیں و چنان کے بیان کرینگے۔ ہم کو یہ گلدستہ تیار کرنے کے لئے کسی عمدہ تیز چلتے ہوئے چاقو کی حاجت بھی لاحق نہیں ہے۔ کہ قلم نازک رقم کی کچھ چھیل چھال کریں۔ چونکہ یہ تحریر کوئی لمبی چوڑی تحریر نہیں ہے۔ بلکہ چھوٹی اور مختصر کی چٹکی ہے۔ اچھا تو نیچے چالاک ہو کر چست بیٹھ جایئے۔ کہ گردن نہ جھکے۔ اور نظر نیچی نہ ہو اور وہ تین چار فقروں کی پہیلی ہے۔ جس کا بوجھنا کوئی چنداں مشکل نہیں ہے کہ خدانخواستہ کسی کی عقل چرخ ہو مگر اتنی آسان بھی نہیں ہے۔ کہ چڑیا کی چونچ کی طرح ادھک کر بول اٹھیں۔ اور چوں چوں کرنے لگیں نہیں اس کے لئے خوب سوچئے سمجھئے اور فکر کی چکی چلانے کی حاجت واقع ہوگی۔ جب جاکے کہیں مطلب حاصل ہوگا۔ چونکہ اس پنچایت کے پنچ لوگ سوچ کر جواب دیں گے۔ لہٰذا بدولت صاحب بہادر کو بھی ملکہ بیٹھنے کے لئے اتنی جگہ دی جائے۔ کہ ابھی خاصی چوکی بچھا کر اجلاس فرمائیں۔ اور چار چار قدم پیچھے کھسک کھسک کر جگہ خالی کر دیں۔ کیونکہ

ع۔ ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں۔

اور اگر کوئی جو گزشتہ چارپائی بھی موجود ہو تو اور بھی اچھا ہے۔ بدیں وجہ کہ ہمارے ہمراہ ایک مضمون چہ اور کبھی ایک نظم بھی ہوگی۔ کہ جو اس کی چار پانچ سطریں پڑھ لیگا۔ تو بغیر قہقہہ کے نہ رہ سکیگا۔ والسلام

مضمون جی کی بھی وہ چور گلی جیسی خالص و صحیح ہے۔ کہ جو سن پائے تو اپنے دف و چنگ بھول جائے۔ اچھا تو اب دل کو دو ہٹ لکار و اگر ہمیں ڈالیں۔ کہ پھر نہ معلوم کیا شکست دکھاتی ہے۔ چرخ کج رفتار کو چند منٹ بھی چین و سکون نہیں۔ خدا جانے کیا الٹ پھیر دکھائے۔ کہ چوں اور چرا کرنے کی بھی مجال نہ ہو۔ اس وجہ سے کہ یہ بھی گول چقندر کی مثال ہیں۔ کہ اسے بھی اور برابر چیز پر ثبات و قیام نہیں ہو سکتا۔ وہم سے اور کبھی جھم سے لڑھک جاتا ہے

کل ہم پانچ چار کچھ دوست بچے آپس میں خوش طبعیاں کرتے اور چوک کی سیر کرتے چلے جارہے تھے۔ کہ ایک صاحب بولے ہماری پہیلی بوجھو جو اسے بوجھے۔ اس کے لئے ایک قلم جی عمدہ سے عمدہ ادا کریں گے۔ کہ اس کا لچکتا ہوا بے چین دل خوش ہو جائے گا۔ مگر پہلی اولاً یہ سوچ لو کہ ع

چو کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

ہنوز بچے تو اور مضحکہ اڑے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ووکٹ سٹرو کم میں کیا ہے۔ اور اس کا مطلب حل کرو۔

یہ سب نے سنا تو ایسا سر نیچے جھکا کر سب چپ چاپ ہو گئے۔ کہ گویا کان میں جوں بھی نہ رینگی۔ اور عقل کے جوڑ توڑ والے گھوڑے ادھر ادھر دوڑانے لگے۔ کہ فکر آزمائی کا میدان ہے۔ مگر وہی منزل بھی کوئی نہ کوئی ہے پھر چند کر اونچی نگاہیں اٹھائیں۔ اور نیچے جھکائیں۔ آخر سب تھک گئیں اور ایجانب بھی بچارے تھے۔ سب کے سر کی چوٹی ندامت کی چھری سے کاٹے جانے کے قریب تھی۔ لیکن چونکہ میں نے بھی چٹی۔ اور بوجھنے کا چسکا پڑ چکا تھا۔ بیٹے مجھ سے ہوئے خیال کو دم بھر مہلت نہ چھوڑا۔ اس لئے کہ رنج محسوس ہو چکا تھا۔ کہ آج کل چٹکلے چالاک جوان میدان تماشگن کے دامن عصمت پر داغ لگا ہوا ہے۔ انجام کار چاہتا ہی تھا۔ کہ جواب دے کر جان بچاؤں۔ اور چلتا ہوں۔ اگرچہ وہ خود چیونٹے کی طرح کب چھوڑنے والے تھے۔ مگر ہمت ارزاں ہوئی۔ یکایک خدا نے دل میں ڈال دیا۔ اور وہ ہی کہہ دیا جو کچھ چاہتے تھے۔ حضرت سائل نے لکڑی لے کر ایسا اچھال کر خوشی سے دم دیا۔ سب کو ہنسی سے کہا۔ اپنے مکان پر تو آج آ کر تے چلے آئے۔ اچھا آخرکار ہم تو بتا ہی دیتے۔ لیکن دیکھیں کہ آپ جی کے بچا چوں کی رائے صاحب

کہاں تک جولانی کرکے استفسار نمبر ۲ کا جواب دیتی ہے۔ پیلے جو تعجب یہ دو گرٹ سطرو معم ہیں " سے کیا مطلب ہے اور کیا اس کا ماخذ ہے ؟

حضرت۔ مذکورہ مضمون جی فضول چیز نہیں ہے۔ سرکہ آرائی ہے۔ جو ادل جو مجھے ایک قیمتی کتاب پائیگا۔ نیز اخبار میں ہمراہ جواب پورا تحریر کیا جائیگا۔ کہ تحفہ ہمارا ضائع نہ ہو۔ اور موعودہ کتاب انہیں پہونچے۔ اور اتنی خرچ شدہ میری بچے وقیم کام آجائے۔ دو ہفتوں تک انتظار کیا جائیگا۔ فقط

الناقص۔ رنگین لکھنوی۔ از بھوپال

کیا ہی کہنا ہے واہ جی صاحب
رنڈی بھڑوں کے شاہ جی صاحب

مائی ڈیر بیچ ہوت۔ کبھی لیگیا۔ لیگیا۔ لیگیا۔ ارے ماں کیا لیگیا۔ کون لے گیا۔ اجی حضرت لے گیا۔ اور درحقیقت لے گیا۔ بندۂ خدا کچھ بات بھی۔ کیا کوئی حسین دلربا تمہارا دل لے گیا۔ ارے نہیں نہیں ع

کوئی لیکر کرے گا کیا مرے کانٹوں بھرے دل کو

وہ تو فی الواقع لے گیا۔ بیکیاں لے گیا۔ بے خبر لے گیا۔ اچھا تو ہم کچھ کونی کندہ ناتراش تمہاری چارپائی کی دری لے گیا۔ واہ جی واہ تم بھی کہنے کو لکھے ہو۔ بھلا دری کا کیا ذکر تھا۔ کل کو کہئے کہ دری والی کو لے گیا۔ صاحب وہ تو بیچ کھیت لے گیا۔ ڈنکے کی چوٹ لے گیا۔ اور دن دہاڑے لے گیا۔ پیچھے حضرت اب کے ہم کچھ سمجھے۔ اور ضرور سمجھ گئے۔ ہو نہ ہو یہی ہو جو ہم سمجھے ہیں۔ کوئی تماشبین کسی رنڈی کو ادھار کر لے گیا۔ لاحول ولا قوت۔ خاک سمجھے اجی پھر سمجھے۔ ارے میاں احمق الناس والخناس اس کے سمجھنے کے لئے لقمان کی سی طباعی اور ارسطو کا سا دماغ۔ اور ہمارا سا ذہن رسا چاہئے۔ تو اچھا تم ہی بتاؤ۔ آخر کیا ہے ؟ کوئی چیستاں ہے۔ لے گیا۔ لے گیا۔ لے گیا کی رٹ نے تو کان کے پردے اڑا دئے ہیں

بات وہ کیجئے۔ جس بات کو سب دل سے سنیں
کام وہ کیجئے۔ جس کام کو دنیا دیکھے

اچھا تو بتادیں۔ بھئی صاف صاف تو بتا رہے ہیں۔ لے گیا۔ لے گیا۔ لے گیا۔ لیکن پھر بھی نہ سمجھو تو سے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ۱

خیر تم بھی کیا یاد کروگے۔ لو کان پھٹ پھٹا کر۔ اور دونوں انگلیاں ڈال کر سنو جان کے مکان کی جانب منہ کرکے بیٹھ جاؤ۔ اور سنو۔ ایک فقیرا بے دام مزدور میں چند لوگوں کو لے آیا۔ اور تھانہ کی مسجد میں کچھ روز گردن ہلاتا دوا اہلکاران تحصیل۔ ویاک حکیم صاحب تہراوی کے کچھ روپے اور کچھ چیزوں کے علاوہ ایک گھڑی اور ایک چھاتہ لے کر نوک دم بھاگ گیا۔ تلاش کی جا رہی ہے۔ دیکھئے ملتا ہے یا نہیں۔ کیوں ہے بات مزے کی ہوا اور تازہ۔

سا اقعر۔ ظریف الزمان۔ لقلقہ بیان تہراوی

اچھی کہی

۱۰ مئی سنہ ۱۹۱۸ء۔ دہلی پنچ میں صفحہ ۳ کالم ۲ میں ہمارے طباع خاموش صاحب اپنے مبصروں سے ایک فرمائش کرتے ہیں۔ جو حسب ذیل ہے۔

(دہمیں تعلیم نسواں کے حامیان اور مخالفین کی بحث سننی منظور ہے)

بات تو اچھا ہے ہرج معلوم ہوتی ہے۔ اور کچھ معقول بھی ہے اگر ایک مبصر کی ایسی خواہش دیگر حضرات پوری کر سکیں۔ تو پوری کردیں مگر حامیان اور مخالفین کی بحث ایک نئے رنگ اور قسم کی بحث ہوگی۔ کیونکہ اب تک اس رنگ کی کوئی بحث نہیں سنی۔

جو مضامین اب تک دیکھے گئے۔ وہ مخالفین اور موافقین تعلیم نسواں کے متعلق دیکھے گئے۔ مخصوص بحث اس بابت ہماری نگاہ سے نہیں گزرا ہے۔ نہ کہ حامیان اور مخالفین تعلیم نسواں کی بحث۔

پس پہلے ہمارے قابل مبصر کو اپنے سوال کے الفاظ کو صاف کرنا چاہئے ہے۔

دوم۔ کیا میرے مبصران میں سے۔ دوسرا فقرہ

یہ فقرہ بے انتہا حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے۔ صرف اس وجہ سے کہ ایک مبصر کے قلم سے نکلا۔

اور اس میں تمام مبصروں کی توہین اور تحقیر ہوتی ہے۔ اور خود لکھنے والے کی پہلے درجہ کی لاچاری اور ناقابلیت بھی ظاہر ہوتی ہے۔

(سوم) کوئی بحث اور مکالمہ اس وقت تک نہیں پورا ہو سکتا ہے۔ جب تک دو بحث کرنے والے نہ ہوں۔

ایسی حالت میں پہلے اس کی ضرورت ہے کہ دریافت کر لیا جاوے کہ وہ مخالف لکھنے والے کون کون ہیں۔ تب بحث شروع کی جاسکے۔

ہم ہو غرض ان باتوں یا جھگڑوں کے جو مندرج اخبار ہوئی ہے۔ وہ صرف ایک شخص کا ہمدردی با تعلق رکھنا کیا ایسا ضروری اور اہم کام ہے کہ اس سے لائق ممبر کو ہم صلاح دیتے ہیں کہ وہ دوسرے لکھنے والوں کی بیہودہ ریلوں اور غلط الفاظ سے فائدہ اور نصیحت حاصل کرنے کے عوض اپنے قلم پر قفل لگا کر جو کچھ اصلی رائے ان کی تعلیم نسوان کی بابت ہو ظاہر کریں۔ اگر لائق ممبر کی رائے میں کوئی اختلاف کسی کو ہوگا وہ مخالف ہو جاوے گا۔ اور اس طریقہ سے یہ بحث لائق ممبر کی تجویز پر ختم ہو۔ ۔۔۔ و الا مفہوم۔

اور ناظرین کے خیالات کا اندازہ اس کا فیصلہ ناظرین کی رائے پر رکھئے اس کے علاوہ اگر لائق ممبر کو اسی کی ضرورت ہے تو تلاش کرکے آزاد۔ لکھنؤ کی پہلی جلدیں یعنی سنہ ۱۹۰۳ء، ۱۹۰۹ء تا سنہ ۱۹۱۰ء کو ملاحظہ کریں۔ اور اس جھگڑے سے الگ رہیں۔

ایک مضمون اشتہارات اور دوائی کے عنوان سے جو روانہ کیا گیا تھا۔ ابھی تک نہیں نکلا۔ حالانکہ اس کے ساتھ جو اور مضمون تھا وہ نکل گیا ہے۔ خیال رہے۔

راقم رفیع الخیال

حضرت۔ آپ کا یہ مضمون ۱۹ مئی کے مجلہ طبیہ میں انجناب کی ایڈیٹری سے نکلا ہے۔ مجلہ اگر نہ پہونچا ہو۔ تو آپ مدرسہ طبیہ سے طلب کر لیجئے۔

بدگماں مجھ سے ہوئے ہو تو نوشتہ لیلو
مہر قرآن پہ کر دالو۔ مچلکہ لے لو

پیارے ذبیح۔ ہمری ننھی جان کے تارے ذبیح۔ کیا ہم سوں ابھی تک تمہیں کی بجز یار محبت ہی ہو۔ ہم اچیارا۔ ابھی ناہیں محبت ہے۔ ارے ذبیح کے دربار عالی وقار میں ہمرا ناؤں کیوں نہیں آوت ہے۔ عرصہ ہوا کہ چند ٹوٹے پھوٹے مضامین خدمت عالی میں ارسال کئے تھے مگر اب ہماری محبت کے نتیجے میں ایسا آوت ہے کہ تم نے وہ مضامین سب داخل [illegible] کر دئے ہیں۔ یعنی جو خبر ہی کھا کر اگر اس میں ناہیں آوت تو تم کو ضرور کرنا چاہئے۔ تم بار بار کیوں نہ آسکے کی ملتے

ملکست ہو تو بھیں جی۔ کہ ہم رہا تیں نہ بھیجیں رکھئے کرن کی لکھا ط بھیجاں۔ تنگ پائج بجا ہیں تم سے ڈاکس کے لکھا سنے میں صرف تمہارا تم کا ہے نہیں لکھا وت۔ جیا وہ عرصہ تک کچا ہیں رہ گئے سے سڑ جاوت ہے۔ گل جاوت ہے۔ پھوٹی لگ جاوت ہے۔ بدبو دار سے لگت ہے۔ بھیں جی پسیجائی کے سمجھدار کہت ہیں کہ تھیاروں میں مکانوں میں کہیں کوڑا کرکٹ مت ناہیں جمع کرو۔ ناہیں تو سترکوری سڑ جاوی شاید کے دھوئے سے لو جاینگے۔ سو تم اپنے ڈاکس مت میں پیجائی رکھو ایسا نا ہو کہ کسی سمجھدار کو خبر ہو جاوے۔ کہ ان کے ڈاکس (ڈکس) میں ردی کاغذوں کا کوڑا جمع ہے۔ تو باز پرس کی جاوے۔ اچھا بھیں براست واللہ جب ہم نے اس نمون سے لکھنے کو قلم اٹھائی تو۔ ہم محبت اسکے (عشق) ہے لکھنے میں دیر ہوئی تھے۔ سوا یاد کرنا۔ اچھا بھیں ہم ان کو لکھا ہے اور زبیں کی بھری آئی کرو اور العاقبہ خیر صلاح۔ اچھا بھیں ہم اب جات ہے۔ سلام

راقم حسن پرست۔ نشۂ عشق میں مست
متعلم ۔۔ رانچیڈ ہماچل سکول دہلی

حضرت۔ آپ اپنے ڈاکس کی پیاری ڈکس کب بیٹھے ہو گئے (ذبیح) چھپے چھلکے

وذی سنبھلے ہوئے۔ طاعون مضمون نظر بجا کر ایک آدھ کو چیٹ کر جاتے ہیں۔ لہذا فینائل پھر کیدان کا عبیرا بھی سے کروانا چاہئے۔ ورنہ آپ جانیں اور آپ کا کام۔ طاعون بجو کل کرنے کے سے ہر تن جو کس ہو رہا ہے۔ ہاں۔

عادت Habit کا چھوڑنا بہت مشکل ہے۔ علماء لکھ گئے ہیں کہ رفتہ رفتہ چھوڑنی چاہئے۔ چنانچہ مثلاً بیان کیا جاتا ہے۔ لفظ Habit کو لیجئے ۔۔۔ H رہا ہے۔ باقی abit رہ گیا ہے۔ دیکھئے اب a کو نکال دیجئے۔ bit رہ گیا۔ پھر b کو نکالئے رہا it۔ اور آخر میں t کو بھی علیحدہ کیجئے۔ تب وہ عادت چھوٹ گئی۔ آئندہ نامنع الحرکے ہیر پھیر ہیں۔

ظہور۔ دوست جانتے ہو۔ ۔۔۔ علاوہ دوست کی طرف سے خیر بیانی صدیق۔ ان میں تو سب ہی۔ بشرطیکہ دو پیسے آئی ہیں۔ ۔۔۔ راقم مسز [illegible]